سورة الحج

آیات ۲۳ - ۲۸

اِنَّ اللّٰهَ يُدۡخِلُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ يُحَلَّوۡنَ فِيۡهَا مِنۡ اَسَاوِرَ
مِنۡ ذَهَبٍ وَّلُـؤۡلُـؤًا ؕ وَلِبَاسُهُمۡ فِيۡهَا حَرِيۡرٌ ﴿۲۳﴾ وَهُدُوۡۤا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الۡقَوۡلِ ۖۚ وَهُدُوۡۤا اِلٰى صِرَاطِ الۡحَمِيۡدِ
﴿۲۴﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَيَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَالۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ الَّذِىۡ جَعَلۡنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨ
الۡعَاكِفُ فِيۡهِ وَالۡبَادِ ؕ وَمَنۡ يُّرِدۡ فِيۡهِ بِاِلۡحَادٍۢ بِظُلۡمٍ نُّذِقۡهُ مِنۡ عَذَابٍ اَلِيۡمٍ ع ﴿۲۵﴾
وَاِذۡ بَوَّاۡنَا لِاِبۡرٰهِيۡمَ مَكَانَ الۡبَيۡتِ اَنۡ لَّا تُشۡرِكۡ بِىۡ شَيۡـئًا وَّطَهِّرۡ بَيۡتِىَ لِلطَّآئِفِيۡنَ وَالۡقَآئِمِيۡنَ وَالرُّكَّعِ
السُّجُوۡدِ ﴿۲۶﴾ وَاَذِّنۡ فِى النَّاسِ بِالۡحَجِّ يَاۡتُوۡكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاۡتِيۡنَ مِنۡ كُلِّ فَجٍّ عَمِيۡقٍ ۙ ﴿۲۷﴾
لِّيَشۡهَدُوۡا مَنَافِعَ لَهُمۡ وَيَذۡكُرُوا اسۡمَ اللّٰهِ فِىۡۤ اَيَّامٍ مَّعۡلُوۡمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمۡ مِّنۡۢ بَهِيۡمَةِ الۡاَنۡعَامِ ۚ
فَكُلُوۡا مِنۡهَا وَاَطۡعِمُوا الۡبَآئِسَ الۡفَقِيۡرَ ۙ ﴿۲۸﴾

سُوْرَةُ الحَجّ

آيات 78

مكية / مدنية

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ

ملتِ ابراہیم کی نمائندہ امت کی تشکیل، شرک کی قیادت سے بیت اللہ کی تولیت چھین کر توحید کی بنیاد پر دین کا قیام، شہادتِ علی الناس اور دفاعی جہاد کے ذریعے اللہ کی حاکمیت کے عملی نفاذ کی جدوجہد

منکرین توحید، قیامت و آخرت سے مجادلہ

آیات 1-37

آیات 1 تا 7

قیامت اور بعث کے احوال ۔ مخالفین کو انذار- آیاتِ آفاق و انفس سے استدلال

آیات 8 تا 16

شرک، مفاد پرستی اور باطل امیدیں شرک کے سہارے پر قائم جھوٹا اطمینان

آیات 17 تا 24

حق و باطل خدا کی عدالت میں - مشرکین اور مسلمانوں کا متضاد کردار و انجام

آیات 25 تا 37

ملت ابراہیم اور بیت اللہ کی اصل حقیقت (ملتِ ابراہیم کی مسخ شدہ وراثت)

سنتِ الٰہی: تصادمِ حق و باطل، جہاد و قتال، تطہیر بیت اللہ، ہجرت اور غلبہ

آیات 38 - 60

آیات 38 تا 41

بیت اللہ کے ناجائز متولین کے خلاف جہاد و قتال کی اجازت اسلامی حکومت کی 4 اہم ذمہ داریاں

آیات 42 تا 52

تکذیبِ رسل اور سنتِ الٰہی- (تاریخ کی شہادت، مہلتِ عذاب اور ہلاکت کی دھمکی)

آیات 53 تا 57

سنتِ ابتلا اور غلبۂ حق/فتنۂ شیاطین اور کھرے کھوٹے کی پہچان

آیات 58 تا 60

اہلِ ایمان کی ہجرت اور انجامِ خیر

خاص اللہ کی عبادت

آیات 61 - 78

آیات 61 تا 66

توحیدِ ربانی کے عقلی و آفاقی دلائل/ربوبیتِ الٰہی کی نشانیاں

آیات 67 تا 72

دعوتِ توحید اور مخالفین کا جارحانہ ردِّ عمل (دعوت، مخالفت، اور انجام)

آیات 73 تا 76

شرک اور شفاعتِ باطل کا حتمی ابطال۔ قرآن حکیم کی دعوت

آیات 77 تا 78

مسلمانوں کی اصل حیثیت کی وضاحت
وہ ابراہیمؑ کے جانشین اور اس منصب کے لیے منتخب ہیں۔
ان کا اصل فریضہ دنیا میں شہادتُ علی الناس ہے

إِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۭ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿٢٣﴾ وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ښ

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ - بیشک اللہ داخل کرے گا ان لوگوں کو

اَدْخَلَ يُدْخِلُ ، اِدْخَالٌ : داخل کرنا (IV)

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ - جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ - (ایسے) باغات میں بہتی ہونگی ان کے نیچے سے نہریں

يُحَلَّوْنَ فِيْهَا - وہ پہنائے جائیں گے اس میں

حَلّٰى يُحَلِّيْ ، تَحْلِيَةٌ : پہنانا (زیور)، سجانا (II)

مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ - کنگن سونے کے

أَسَاوِر : سِوَار / سُوَار کی جمع (کڑا، کنگن)

ذَهَب : سونا

وَّلُؤْلُؤًا - اور موتی (بھی)

لُؤْلُؤًا : موتی (pearls)

وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ - اور ان کا لباس اس میں ریشم کا ہوگا

حَرِيْر : ریشم (Silk)

وَهُدُوْٓا - اور وہ ہدایت دیے گئے (دنیا میں)

هُدُوْٓا : فعل ماضی مجہول (ہدایت دیئے گئے)

هَدٰى يَهْدِيْ ، هِدَايَةٌ
ہدایت دینا

اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ - پاکیزہ بات (توحید) کی طرف

طَيِّب : پاکیزہ

قَوْل : بات

وَهُدُوْٓا اِلَى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ﴿٢٤﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِىْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ؕ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٢٥﴾

وَهُدُوْٓا اِلَى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ - اور وہ ہدایت دیے گئے تعریفوں والے (رب) کے رستے کی طرف

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا - بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا

وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ - اور وہ روکتے ہیں اللہ کے راستے سے

صَدَّ يَصُدُّ ، صَدًّا : روکنا (اور رکنا بھی)

وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِىْ - اور حرمت والی مسجد سے جسے

حَرَام: (ح ر م سے) - اس میں حد، حرمت، حفاظت (ممنوع، مقدس، قابلِ احترام، محفوظ، حرام کے معانی میں)

جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ - ہم نے بنایا اسے لوگوں کے لیے برابر

سَوَآء : برابر، یکساں

ۨ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ - مقیم ہو اس میں اور (یا) باہر سے آنے والا ہو

عَاكِف: چمٹا ہوا، رکا ہوا، ٹھہرا ہوا (اسم فاعل)

بَدَاوَةٌ : باہر کھلے میدان میں رہنا

الْبَادِ : باہر سے آنے والا (اسم فاعل)

وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ - اور جو ارادہ کرے اس میں

اَرَادَ يُرِيْدُ ، اِرَادَةٌ : ارادہ کرنا (IV)

بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ - کج روی کا ظلم کے ساتھ (تو)

أَلْحَدَ يُلْحِدُ ، إِلْحَادًا : کج روی اختیار کرنا (IV)

اِلْحَاد : کج روی

اردو میں: لحد، ملحد، الحاد

نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ - ہم مزہ چکھائیں گے اسے دردناک عذاب سے

اَذَاقَ يُذِيْقُ ، اِذَاقَةٌ : مزہ چکھانا (IV)

إِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿٢٣﴾ وَهُدُوْٓا
اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚۖ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ﴿٢٤﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ
الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٢٥﴾

(دوسری طرف) جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے نیک عمل کیے ان کو اللہ ایسی جنتوں میں داخل
کرے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی۔ وہاں وہ سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے آراستہ کیے
جائیں گے اور ان کے لباس ریشم کے ہوں گے، ان کو پاکیزہ بات قبول کرنے کی ہدایت بخشی گئی اور
انھیں خدائے ستودہ صفات کا راتہ دکھایا گیا، جن لوگوں نے کفر کیا اور جو (آج) اللہ کے راستے سے
روک رہے ہیں اور اس مسجد حرام کی زیارت میں مانع ہیں جسے ہم نے سب لوگوں کے لیے بنایا ہے،
جس میں مقامی باشندوں اور باہر سے آنے والوں کے حقوق برابر ہیں (ان کی روش یقینا سزا کی مستحق
ہے)۔ اس (مسجد حرام) میں جو بھی راستی سے ہٹ کر ظلم کا طریقہ اختیار کرے گا اسے ہم دردناک
عذاب کا مزا چکھائیں گے

snedraG eht retne ot ylsuoethgir detca dna deveileb ohw esoht esuac lliw hallA ,(dnah rehto eht nO)
rieht dna slraep dna dlog fo stelecarb htiw meht ni dekced eb llahs yehT .wofl srevir hcihw htaeneb
eht fo yaw eht ot dediug erew yeht ;drow erup eht (tpecca ot) dediug erew yehT .klis fo eb llahs tnemiar
eht morf dna htap s'doG morf srehto rabed dna hturt eht yned ohw esoht rof sA .(droL) yhtrowesiarP
ti enaforp ot kees ohw lla dna ,ekila sregnarts dna sevtian ,elpoep lla rof pu tes eW hcihw euqsoM dercaS
.tnemhsinup lufniap a etsat meht ekam llahs eW -- gniod-live yb

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ﴿٢٣﴾ وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوا إِلَىٰ صِرَاطِ الْحَمِيدِ

اہل حق کے انجام کی تفصیل -

- گزشتہ آیات میں ان لوگوں کا انجام بیان ہوا جنھوں نے حق کو قبول کرنے سے نہ صرف انکار کیا بلکہ اپنی امکانی حد تک ہر طرح کی مخالفت اور دشمنی سے بھی دریغ نہیں کیا۔ اپنا ذاتی اثر ورسوخ اور وسائل، اپنے ہم خیال لوگوں کی عصبیت ہر چیز کو حق کا راستہ روکنے کے لیے جھونک ڈالا
- اس گروہ کے مقابل دوسرا گروہ (حق کا علبر دار گروہ)، اب اس کے بارے میں بتایا جارہا ہے جنہوں نے پہلے گروہ کے ظلم و ستم کا سامنا کیا، اذیتوں کو اللہ کے راستے میں آزمائش جانا۔ جسم وجان پر گزرنے والی ہر مصیبت کو نہایت صبر واستقامت کے ساتھ برداشت کیا۔ اپنا سب کچھ اللہ کے راستے میں نچھاور کر دیا تو اللہ تعالیٰ ان کی جزا کے بارے میں بتا رہے ہیں
- ان کے ایمان و عمل کے بدلے میں انہیں اللہ تعالیٰ ایسے محلات اور باغات عطا کریں گے جن کے نیچے سے ندیاں بہتی ہوں گی اور انھیں بادشاہوں کی طرح سونے چاندی اور موتیوں کے کنگن اور زیورات پہنائے جائیں گے اور ان کا لباس ریشم سے تیار کیا جائے گا (یہاں یہ تصور دلانا مقصود ہے کہ ان کو شاہانہ لباس پہنانے جائیں گے اور ان کا شاہانہ استقبال ہوگا)
- اس گروہ کی دنیا میں اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ قول (کلمہ طیبہ اور صالح عقیدے) کی طرف راہنمائی فرمائی۔ یہی وہ پاکیزہ بیج ہے جس سے شجرہ طیبہ نکلتا اور بارآور ہوتا ہے اور ایک مومن کی زندگی اسی پر استوار ہوتی ہے۔ وہ راستوں کے ہجوم میں وہ اس صراطِ حمید کو دیکھ اور پہچان لیتا ہے۔ یہی لوگ انسانیت کے سب سے قیمتی لوگ ہیں اور اس قابل ہیں کہ انھیں جنت کے ابدی باغوں میں بسایا جائے

اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَيَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَالۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ الَّذِىۡ جَعَلۡنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨالۡعَاكِفُ فِيۡهِ وَالۡبَادِ‌ ؕ وَمَنۡ يُّرِدۡ فِيۡهِ بِاِلۡحَادٍۢ بِظُلۡمٍ نُّذِقۡهُ مِنۡ عَذَابٍ اَلِيۡمٍ ۝۲۵

خطاب کا رُخ قریش کی طرف اور ان کے جرائم

- اب روئے سخن قریش کے اس طرزِ عمل کی طرف جو انھوں نے اس دنیا میں اختیار کر رکھا ہے کہ وہ لوگوں کو مسجد حرام کی زیارت سے اب روکنے لگے ہیں، مکہ میں تو انھوں نے دعوت اسلامی کی راہ روکنے کی بے حد جدوجہد کی، مگر جب یہ تحریک مدینہ منتقل ہو گئی تو انھوں نے مسلمانوں کو زیارت حرم سے روک دیا۔ یہ ان کے انکار پر سرکشی کا ایک اضافہ تھا

- یہاں یہ واضح کیا جا رہا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اس حرم کو کن مقاصد کے تحت تعمیر کیا اور کیوں لوگوں کو اس کی آزادانہ زیارت کی دعوت دی۔ بیت اللہ کی بنیاد ہی توحید پر رکھی گئی تھی، اس لیے اس میں شرک کی کوئی گنجائش نہیں۔ مزید یہ کہ یہ گھر تمام انسانوں کے لیے ہے، مقیم ہوں یا باہر سے آنے والے؛ یہ سب کی مشترکہ عبادت گاہ ہے، جس پر کسی کی ملکیت یا کسی کو روکنے کا حق نہیں۔ (اس کی فقہی تفصیلات اضافی مواد کے حصے میں)

- بیت اللہ کے متولی ہونے کی حیثیت سے قریش پر لازم تھا کہ وہ آنے والوں کے لیے عبادت کے تمام راستے کھلے رکھیں اور اللہ کے گھر کو ہر طرح کی آلودگی سے محفوظ رکھیں، تاکہ طواف، عمرہ اور حج ہر شخص آزادی سے ادا کر سکے۔ مگر مسلمانوں کو بیت اللہ میں آنے سے روک کر قریش نے کھلا ظلم کیا۔ اس گھر کی حرمت کے ہوتے ہوئے کسی کج روی یا جبر کی کوئی گنجائش نہیں، اور ایسا طرزِ عمل اللہ کے نزدیک سخت عذاب کا موجب ہے۔

- قریش نے اللہ کے گھر کو توحید کے مرکز کے بجائے بت پرستی کا گڑھ بنا دیا اور صحن کعبہ میں سینکڑوں بت نصب کر دیے۔ یہ کھلا ہوا الحاد اور شدید انحراف تھا جس پر اللہ نے سخت عذاب کی وعید سنائی۔ اس میں ایک طرف قریش کے لیے تنبیہ ہے کہ ان کے جرائم اب مزید برداشت کے قابل نہیں رہے، اور دوسری طرف اہلِ ایمان کے لیے یہ پیغام کہ چونکہ بیت اللہ کی حرمت اور اس کے اصل مقصد کو پامال کر دیا گیا ہے، اس لیے اب اس کی حقیقی حیثیت اور عظمت کو بحال کرنا مسلمانوں کی ذمہ داری ہے

رکوع 3 - آیات 23 تا 25

اس رکوع میں ان اہلِ ایمان کا انجام بیان ہوا ہے جنہوں نے حق کی مخالفت اور ظلم و ستم کو صبر و استقامت کے ساتھ برداشت کیا اور اللہ کی راہ میں ہر قربانی دی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان و عمل کے بدلے جنت کی دائمی نعمتوں، شاہانہ عزت و اکرام اور پاکیزہ زندگی کا وعدہ فرمایا۔ دنیا میں انھیں کلمۂ طیبہ اور صراطِ حمید کی پہچان عطا ہوئی، اور یہی وہ لوگ ہیں جو انسانیت کا قیمتی سرمایہ اور جنت کے حقیقی مستحق ہیں۔

رکوع کے دوسرے حصے میں قریش کے اس سنگین جرم کی نشان دہی کی گئی ہے کہ انہوں نے بیت اللہ کو توحید کے مرکز کے بجائے شرک کا گڑھ بنا دیا اور مسلمانوں کو اس کی زیارت سے روکنے لگے۔ حالانکہ یہ گھر ابراہیمؑ نے تمام انسانوں کے لیے، خالص توحید اور آزادانہ عبادت کے لیے بنایا تھا۔ اس حرمت کو پامال کرنا کھلا ظلم اور عذابِ الٰہی کو دعوت دینا ہے، اور اسی پس منظر میں اہلِ ایمان کو بیت اللہ کی اصل عظمت اور مقصد کو بحال کرنے کی ذمہ داری یاد دلائی گئی ہے۔

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّ طَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَ الْقَآئِمِيْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۲۶﴾ وَ اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ - اور جب ہم نے مقرر کردی ابراہیم کے لیے

بَوَّاَ يُبَوِّئُ ، تَبْوِئَةٌ : تعین کرنا، مقرر کرنا (II)

مَكَانَ الْبَيْتِ - بیت اللہ کی جگہ (اور اسے حکم دیا

مَكَانَ : جگہ

اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا - کہ نہ تو شریک ٹھہرا میرے ساتھ کسی کو

طَهَّرَ يُطَهِّرُ ، تَطْهِيْرٌ
پاک رکھنا (II)

وَّ طَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ - اور تو پاک کر میرے گھر کو طواف کرنے والوں کے لیے

طَآئِف: طواف کرنیوالا،
اس کی جمع طَآئِفِيْنَ

وَ الْقَآئِمِيْنَ - اور قیام کرنے والوں

قَآئِمِيْنَ : قَآئِمٌ کی جمع (قیام کرنے والے)

الرُّكَّع: رَاكِع کی جمع تکسیر (رکوع کرنے والے)

السُّجُود: سَاجِد کی جمع تکسیر (سجدہ کرنے والے)

وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ - اور رکوع (اور) سجدہ کرنے والوں (کے لیے)

وَ اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ - اور تو اعلان کردے لوگوں میں حج کا

اَذَّنَ يُؤَذِّنُ ، أَذَانًا وَ تَأْذِينًا: اذان کہنا، پکارنا، اعلان کرنا (II)

يَاْتُوْكَ رِجَالًا - وہ آئیں گے تیرے پاس پیدل

اَتٰى يَاْتِيْ ، اِتْيَانٌ : آنا

رِجَالاً : مادہ ر ج ل : جسکے معنی میں حرکت، قدم، چلنا، اور ٹانگوں پر انحصار

رِجْل پاؤں/ٹانگ (اس کی جمع اَرْجُل) - رَجَلَ يَرْجُلُ پیروں پر چلنا، پیدل سفر کرنا

وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿٢٧﴾ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ

وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ - اور ہر ایک دبلی پتلی (سواری) پر

ضَمَرَ يَضْمُرُ ، ضُمُوْرٌ : چربی کا گھل جانا، جسم کا دبلا ہونا/ سکڑنا

ضَامِر : دبلا پتلا، کم گوشت والا (مگر مضبوط، مشقت زدہ اور تجربہ کار) — اسم فاعل

ضَامِر : وہ دُبلی مگر طاقتور اونٹ/اونٹنی جو طویل سفر کی مشق کی وجہ سے دبلی ہو چکی ہو

اردو میں: ضمیر (دل کا ارادہ، باطنی شعور، چھپا ہوا(اسم، گرامر/نحو میں)

يَّاْتِيْنَ - وہ آئیں گی (سواریاں)

اَتٰى يَاْتِیْ ، اِتْيَانٌ : آنا

يَّاْتِيْنَ: جمع مؤنث کا صیغہ (وہ آئیں گی)

مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ - ہر ایک کشادہ دور دراز راستوں سے

فَجّ: دو پہاڑوں کے درمیان جگہ، راستے

عَمِيْق

عَمُقَ يَعْمُقُ ، عُمُوْقًا گہرا ہونا، نیچے تک اتر جانا، سطح سے بہت دور ہونا

عَمِيْق : صفتِ مشبہ (گہرا، تہ دار، دور تک پہنچا ہوا)

لِّيَشْهَدُوْا - تاکہ وہ حاضر ہوں

شَهِدَ يَشْهَدُ ، شُهُوْدًا: حاضر ہونا

مَنَافِعَ لَهُمْ - اپنے (دین و دنیا کے) فوائد میں

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ - اور وہ اللہ کے نام کا ذکر کریں (ذبح کے وقت)

فِيۡۤ اَيَّامٍ مَّعۡلُوۡمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمۡ مِّنۡۢ بَهِيۡمَةِ الۡاَنۡعَامِ ۚ فَكُلُوۡا مِنۡهَا وَاَطۡعِمُوا الۡبَآئِسَ الۡفَقِيۡرَ ﴿۲۸﴾

فِيۡۤ اَيَّامٍ مَّعۡلُوۡمٰتٍ - چند معلوم دنوں میں

مَعْلُوْمٰت : جانے ہوئے، مقرر، معلوم (اسم مفعول جمع مؤنث)

عَلٰى مَا رَزَقَهُمۡ - ان پر جو اس نے دیے انہیں

مِّنۡۢ بَهِيۡمَةِ الۡاَنۡعَامِ - پالتو چوپاؤں میں سے

بَهِيمَة : ایسی مخلوق جو بولنے اور اظہارِ مدعا سے قاصر ہو (چوپائے، چرنے والے)

اردو میں: ابہام، مبہم (جس کی سمجھ نہ آئے)، بہیمیت، حیوانیت)

الأَنْعَام : مخصوص مویشی (اونٹ، گائے، بکری، بھیڑ)

فَكُلُوۡا مِنۡهَا - تو کھاؤ ان میں سے (تم بھی)

وَاَطۡعِمُوا الۡبَآئِسَ الۡفَقِيۡرَ - اور کھلاؤ تنگ دست محتاج کو۔

أطمعَ يُطمِع ، إطماعًا کھلانا (IV)

اَلْبَآئِس : بُؤْسٌ مصدر سے اسم فاعل (بھوکا، تنگ دست)

فَقِيْر : محتاج (جس کے پاس ضروریات زندگی نہ ہوں)

وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرٰهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَّ طَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِينَ وَ الْقَآئِمِينَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُودِ ﴿٢٦﴾ وَ أَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ
رِجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ﴿٢٧﴾ لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيٓ أَيَّامٍ مَّعْلُومٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيمَةِ
الْأَنْعَامِ ۚ فَكُلُوا مِنْهَا وَ أَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيرَ ﴿٢٨﴾

یاد کرو وہ وقت جبکہ ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کے لیے اس گھر (خانہ کعبہ) کی جگہ تجویز کی تھی اس ہدایت کے ساتھ) کہ " میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو، اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام ور کوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک رکھو، اور لوگوں کو حج کے لیے اذن عام دے دو کہ وہ تمہارے پاس ہر دور دراز مقام سے پیدل اور اونٹوں پر سوار آئیں، تاکہ وہ فائدے دیکھیں جو یہاں اُن کے لیے رکھے گئے ہیں، اور چند مقرر دنوں میں ان جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے انھیں بخشے ہیں، خود بھی کھائیں اور تنگ دست محتاج کو بھی دیں

Call to mind when We assigned to Abraham the site of House (Kaa'bah), directing him: 'Do not associate aught with me ”and 'keep My House pure for those who walk around it, and for those who stand and who bow down and who prostrate themselves (in worship), and publicly proclaim Pilgrimage for all mankind so that they come to you on foot and come mounted on lean camels from every distant point ،To witness the benefits in store for them, and pronounce the name of Allah during the appointed days over the cattle that He has provided them. So eat of it and feed the distressed and the needy.

محمد اقبال

وَ اِذۡ بَوَّاۡنَا لِاِبۡرٰهِیۡمَ مَکَانَ الۡبَیۡتِ اَنۡ لَّا تُشۡرِكۡ بِیۡ شَیۡئًا وَّ طَهِّرۡ بَیۡتِیَ لِلطَّآئِفِیۡنَ وَ الۡقَآئِمِیۡنَ وَ الرُّکَّعِ السُّجُوۡدِ ﴿۲۶﴾

حضرت ابراہیم اور بیت اللہ کی تاریخ

- یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بیت اللہ کی تاریخ کا آغاز کیا جا رہا ہے۔ اس مقام سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس جگہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی اولاد کا مسکن بنایا تھا
- اس میں یہ بات بھی واضح کی گئی ہے کہ بیت اللہ کی تعمیر کے اصل مقاصد کیا تھے ؟ اور وہ سارے ہی مقاصد قریشِ مکہ نے برباد کر کے رکھ دیئے ہیں اس وجہ سے یہ سزاوار ہیں کہ اب یہاں سے بے دخل ہوں اور وہ لوگ اس کے ذمہ دار بنائے جائیں جو اس عظیم امانت الٰہی کا حق ادا کرنے والے ہوں۔
- حضرت ابراہیم کا زمانہ چار ہزار سال پہلے کا زمانہ ہے، اس زمانہ میں ساری آباد دنیا میں مشرکانہ مذہب چھایا ہوا تھا۔ حتی کہ شرک کے عمومی غلبہ کی وجہ سے تاریخ میں شرک کا تسلسل قائم ہو گیا۔ اب یہ نوبت آ گئی کہ جو بچہ پیدا ہو وہ اپنے ماحل سے صرف شرک کا سبق لے۔
- آپ عراق میں پیدا ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں حکم دیا کہ وہ عراق، شام اور مصر جیسے آباد علاقوں کو چھوڑ کر حجاز کے غیر آباد علاقے میں چلے جائیں اور وہاں اپنی اولاد کو بسائیں۔ غیر آباد علاقے میں بسانے کا مقصد یہ تھا کہ یہاں الگ تھلگ دنیا میں ایک ایسی نسل پیدا ہو جو شرک سے منقطع ہو کر پرورش پا سکے۔ حضرت ابراہیم نے اللہ کے اسی حکم اور منصوبے کے تحت اپنی اولاد کو موجودہ مکہ میں لا کر بسا دیا جو اس وقت یکسر غیر آباد تھی۔ اسی کے ساتھ حضرت ابراہیم نے اللہ تعالیٰ ہی کے حکم اور نشاندہی سے ایک مسجد (خانہ کعبہ) کی تعمیر کی تا کہ وہ اس نئی نسل کے لیے اور بالآخر ساری دنیا کے لیے ایک خدا کی عبادت کا مرکز بن سکے

وَّ طَهِّرۡ بَيۡتِىَ لِلطَّآئِفِيۡنَ وَ الۡقَآئِمِيۡنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوۡدِ ﴿۲۶﴾ وَ اَذِّنۡ فِى النَّاسِ بِالۡحَجِّ يَاۡتُوۡكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاۡتِيۡنَ مِنۡ كُلِّ فَجٍّ عَمِيۡقٍ ۙ﴿۲۷﴾

بیت اللہ کی تعمیر اور قیام کے مقاصد

- اس گھر کی تعمیر کے ساتھ اس کی تعمیر اور قیام کے مقاصد کا اعلان کر دیا گیا۔ اس گھر کی پہلی غرض یہ تھی کہ وہ اللہ کی عبادت کا خالص مرکز ہو، جہاں قیام، رکوع، سجدہ، طواف اور اعتکاف سب صرف اللہ ہی کے لیے ہوں اور شرک کی ہر آلودگی کا خاتمہ ہو
- مگر قریش، جو خود کو ملتِ ابراہیمی کا وارث کہتے تھے، اسی گھر کو سینکڑوں بتوں کا مسکن بنا دیا؛ ان کے آگے سجدے کیے گئے، ان سے حاجات مانگی گئیں اور انھیں اللہ کی صفات میں شریک ٹھہرایا گیا۔ یوں بیت اللہ توحید کے مرکز کے بجائے ایک بتکدہ بن گیا، حالانکہ قریش کی ذمہ داری تھی کہ وہ اس کی پاکیزگی کی حفاظت کرتے اور اسے ہر طرح کی شرک آلودگی سے محفوظ رکھتے
- ابراہیم علیہ السلام کو دوسری ہدایت یہ دی گئی کہ لوگوں میں اس گھر کی زیارت اور طواف کی منادی کر دیں۔ آپؑ نے عرض کیا کہ ان پہاڑوں میں میری آواز کون سنے گا، یہاں تو کوئی آبادی نہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارا کام اعلان کرنا ہے، اسے لوگوں تک پہنچانا ہمارا کام ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ ابو قبیس پہاڑ پر چڑھے اور اعلان کیا کہ لوگو! اللہ کا گھر تعمیر ہو چکا ہے، اب اس کے حج، عمرہ اور طواف کے لیے آؤ۔ حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اس آواز کو پوری انسانیت تک، حتیٰ کہ قیامت تک آنے والوں تک پہنچا دیا، اور جن کے نصیب میں حج تھا انہوں نے اس کے جواب میں "لبیك اللھم لبیك" کہا۔ حضرت ابن عباسؓ کے مطابق حج کے تلبیہ کی بنیاد یہی ندائے ابراہیمی کا جواب ہے۔
- اس آیت میں دور دراز اور دشوار راستوں سے آنے کا ذکر اس لیے ہے کہ مکہ میں بظاہر کوئی دنیوی کشش نہیں جو لوگوں کو کھینچے؛ نہ سیرگاہیں ہیں نہ خوشگوار موسم، صرف سادہ گھر اور سیاہ پہاڑ ہیں۔ اس کے باوجود اللہ نے بیت اللہ میں ایسی روحانی کشش رکھ دی ہے کہ دل خود بخود کھنچے چلے آتے ہیں اور نگاہیں سیر نہیں ہوتیں۔ جو ایک بار حاضر ہوتا ہے وہ بار بار آنے کی آرزو کرتا ہے۔ یہ کیفیت ابراہیمؑ کے اعلان کے وقت بھی تھی اور آج مادہ پرستی کے دور میں بھی پوری قوت کے ساتھ قائم ہے

لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿۲۸﴾

حج کی دنیوی برکات

- یہاں واضح کیا گیا ہے کہ حج کے دینی و روحانی فوائد کے ساتھ نمایاں دنیوی فوائد بھی ہیں۔ حج ہی کی برکت سے حضرت ابراہیمؑ سے لے کر نبی ﷺ کے زمانے تک عربوں کو ایک مرکزِ وحدت حاصل رہا جس نے انھیں قبائلی انتشار سے بچائے رکھا، ان کی زبان، تہذیب اور عربی شناخت کو برقرار رکھا اور فکری و تمدنی تبادلے کے مواقع فراہم کیے۔ اسی حج کے باعث سال کے چند مہینوں میں امن میسر آتا، سفر اور تجارت ممکن ہوتی اور معاشی زندگی کو سہارا ملتا۔ اسلام کے بعد یہ برکتیں مزید وسیع ہو گئیں اور حج عربوں ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کے اہلِ توحید کے لیے رحمت بن گیا۔
- ایّامِ معلومات (چند معلوم و مقرر دن) سے مراد وہ مخصوص ایّام ہیں جن میں اللہ کا ذکر، قربانی اور حج کے شعائر ادا کیے جاتے ہیں۔ ان دنوں کی تعیین میں اہلِ علم کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے، ایک رائے یہ ہے کہ ان سے مراد ذی الحجہ کے پہلے دس دن ہیں (امام شافعی اور امام احمد بن حنبل)۔ دوسری رائے کے مطابق یومُ النحر (10 ذی الحجہ) اور اس کے بعد کے تین دن ایّامِ معلومات ہیں (بعض اکابر صحابہ کے اقوال)۔ تیسری رائے یہ ہے کہ ان سے مراد تین دن ہیں یومُ النحر اور اس کے بعد کے دو دن۔ (متعدد جلیل القدر صحابہؓ، امام مالک، امام ابو حنیفہ، امام سفیان ثوری، امام ابو یوسف اور امام محمد)
- جانوروں سے مراد مویشی جانور ہیں، یعنی اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری اور ان پر اللہ کا نام لینے سے مراد اللہ کے نام پر اور اس کا نام لے کر انھیں ذبح کرنا ہے، کیونکہ مشرکین کی تمام قربانیاں ان کے اصنام کے لیے ہوتی تھیں (اس کا سدِباب کر دیا گیا)۔ مزید فرمایا کہ قربانی کے گوشت جو خود بھی کھاؤ اور دوسروں کو بھی کھلاؤ (مشرکین کے عقیدے کے برعکس کہ وہ قربانی کا گوشت خود نہیں کھاتے تھے، وہ اپنی قربانیوں کا گوشت بیت اللہ کے دروازے کے سامنے ڈھیر کر دیتے اور جانور کا خون بیت اللہ کی دیواروں پر اچھالتے۔ اس عمل کی بھی اصلاح اور تطہیر کی گئی

اضافی مواد

Reference Material

مسجدِ حرام سے روکنا (اور اس کے متعلقات)

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِیْ جَعَلْنٰہُ لِلنَّاسِ سَوَآء

مسجدِ حرام اور اس سے روکنا

- اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِیْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ
- اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحج کی آیت 25 میں فرمایا ہے کہ مشرکینِ مکہ کا مسلمانوں کو مسجدِ حرام سے روکنا ایک بڑا ظلم ہے، کیونکہ وہاں رہنے والے (عاکف) اور باہر سے آنے والے (باد) سب کے حقوق برابر ہیں۔
- یہاں دو بنیادی سوال پیدا ہوتے ہیں: مسجدِ حرام سے مراد کیا ہے؟ (عاکف) اور باہر سے آنے والے (باد) کے حقوق کی مساوات کا مطلب کیا ہے؟ انہی دو سوالات پر فقہاء کے درمیان تفصیلی بحث پائی جاتی ہے۔

مسجدِ حرام سے مراد کیا ہے؟ کیا اس سے مراد صرف مسجد کی عمارت ہے یا پورا حرمِ مکہ؟

- اس مسئلے پر اہلِ علم کے دو معروف موقف ہیں:

پہلا مؤقف:

"مسجدِ حرام" سے مراد وہ مخصوص جگہ ہے جہاں کعبہ یعنی بیت اللہ ہے، پورا شہر یا پورا حرم اس میں شامل نہیں

اس مؤقف کی بنیاد:

- اس رائے کے حاملین کہتے ہیں کہ آیت کے ظاہر الفاظ مسجد ہی کی طرف اشارہ کرتے ہیں، مساوات کا تعلق صرف عبادت سے ہے یعنی طواف، نماز، عبادت کے اوقات، ان سب میں مقامی اور باہر سے آنے والے برابر ہیں۔
- حدیث سے استدلال: نبی ﷺ کا ارشاد ہے "اے بنی عبد مناف! تم میں سے جو کوئی اقتدار میں ہو، وہ کسی شخص کو دن یا رات کے کسی وقت بھی اس گھر کا طواف کرنے یا نماز پڑھنے سے منع نہ کرے"

مسجدِ حرام اوراس سے روکنا (اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ یَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ الَّذِیۡ جَعَلۡنٰہُ لِلنَّاسِ سَوَآء)

- (اس حدیثِ مبارکہ) سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مساوات عبادت میں ہے کسی کو عبادت سے روکنے کا حق کسی کو نہیں

اس موقف کا ایک اہم استدلال

اس گروہ کے نزدیک:

- مکہ کے مکانات اور زمینیں اسلام سے پہلے بھی ذاتی ملکیت تھیں اور اسلام کے بعد بھی یہ ملکیت باقی رہی
- اس کی مثال۔حضرت عمرؓ کے دور میں صفوان بن امیہ کا مکان چار ہزار درہم میں خریدا گیا۔
- اگر مکہ کی زمین کسی کی ملکیت نہ ہوتی تو خرید و فروخت ہی نہ ہوتی
- لہٰذا: مساوات کا مطلب ملکیت میں مساوات نہیں بلکہ عبادت میں مساوات ہے

یہ موقف۔امام شافعیؒ اور ان کے ہم خیال فقہاء کا ہے۔

مسجدِ حرام اور اس سے روکنا (اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِىْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءِ)

دوسرا موقف:

مسجدِ حرام سے مراد پورا حرمِ مکہ ہے

- یہ موقف زیادہ وسیع اور عملی نتائج رکھتا ہے

پہلی دلیل: آیت کا سیاق و سباق - آیت میں مشرکین پر الزام یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو حج سے روکتے تھے، حالانکہ:

- حج صرف مسجد کے اندر نہیں ہوتا صفا و مروہ منیٰ مزدلفہ عرفات یہ سب حج کے لازمی مقامات ہیں اور مسجد کی چار دیواری سے باہر ہیں اس لیے:
- یہاں مسجدِ حرام سے مراد پورا حرم ہے

دوسری دلیل: قرآن کے دوسرے مقامات قرآن میں کئی جگہ "مسجدِ حرام" کہہ کر پورا مکہ یا پورا حرم مراد لیا گیا ہے:

مثال 1: "وَصَدٌّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ... مسجدِ حرام سے روکنا اور اس کے باشندوں کو نکالنا..." (البقرہ: 217) یہاں نماز پڑھنے والوں کو نکالنا مراد نہیں بلکہ مکہ کے مسلمانوں کو شہر سے نکالنا مراد ہے

مسجدِ حرام اور اس سے روکنا (اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ یَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ الَّذِیۡ جَعَلۡنٰہُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ)

مثال 2: "ذَٰلِكَ لِمَن لَّمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ .... یہ رعایت اس کے لیے ہے جس کے گھر والے مسجدِ حرام کے رہنے والے نہ ہوں..." (البقرہ: 196) یہاں بھی مسجد سے مراد پوری آبادی ہے، محض عمارت نہیں لہٰذا مسجدِ حرام کو صرف مسجد تک محدود کرنا درست نہیں

دوسرا سوال: عاکف اور باد کے حقوق برابر ہونے کا کیا مطلب ہے؟

- اس دوسرے موقف کے مطابق - مساوات صرف عبادت میں نہیں بلکہ حرم مکہ میں قیام اور استفادے کے حق میں بھی ہے

بنیادی اصول

- یہ سرزمین وقفِ عام ہے اللہ کی طرف سے تمام اہلِ ایمان کے لیے ہے کسی فرد یا خاندان کی جاگیر نہیں
- لہٰذا کوئی کسی کو ٹھہرنے سے نہیں روک سکتا کوئی بیٹھے ہوئے کو اٹھا نہیں سکتا ہر زائر کو جہاں جگہ ملے، ٹھہرنے کا حق ہے

اس موقف کے دلائل: احادیث و آثار

1. نبی ﷺ کا فرمان: "مکہ مسافروں کے اترنے کی جگہ ہے، نہ اس کی زمینیں بیچی جائیں اور نہ اس کے مکان کرائے پر دیے جائیں۔"

مسجدِ حرام اوراس سے روکنا (اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِیْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآء)

2. ابراہیم نخعیؒ کی روایت - "مکہ کو اللہ نے حرم بنایا ہے، اس کی زمین بیچنا اور مکانوں کا کرایہ لینا حلال نہیں۔"

3. علقمہ بن نضلہؓ کی روایت : نبی ﷺ، حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کے زمانے میں مکہ کی زمینیں سب کے لیے کھلی ہوتی تھیں جسے ضرورت ہوتی ٹھہرتا ضرورت ختم ہوتی تو دوسرا آجاتا

4. حضرت عمرؓ کے احکام : حج کے دنوں میں مکانات کے دروازے بند کرنے سے منع کیا، صحن کھلے رکھنے کا حکم دیا تاکہ آنے والا جہاں چاہے ٹھہرسے

5. صحابہ کے اقوال :

- ابنِ عمرؓ کی رائے : "جو مکہ کے مکانات کا کرایہ لیتا ہے، وہ اپنا پیٹ آگ سے بھرتا ہے"
- ابنِ عباسؓ کی رائے : "اللہ نے پورے حرم کو مسجد بنادیا ہے، سب کے حقوق برابر ہیں"

6. فقہاء کی آراء : اس مؤقف کی تائید امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ، امام احمدؒ، امام سفیان ثوری، امام اسحاق بن راہویہ ، اور دیگر بہت سے تابعین نے کی ہے، البتہ اکثر فقہاء نے عمارت کی ملکیت کو تسلیم کیا مگر زمین کی ملکیت کو نہیں اور کم از کم موسمِ حج میں کرایہ لینے کو ناپسند کیا

زائرین سے من مانے کرایے وصول کرنا اور مخصوص ایام میں کرایوں میں کئی گنا اضافہ کرنا ان تعلیمات کے برعکس ہے

مسجدِ حرام اور اس سے روکنا (اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِیْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءً)

اگر حرمِ مکہ وقفِ عام ہے اور عاکف و باد کے حقوق برابر ہیں، تو آج ہوٹل، کرایہ، پلازہ، اور نجی ملکیت کیسے جائز ہیں؟

- فقہ میں دو چیزیں ہیں ۱- حقِ ملکیت (Ownership) اور ۲- حقِ انتفاع / استفادہ (Right of Use)، یہ دونوں الگ الگ ہیں
- اکثر فقہی اختلاف ملکیت پر نہیں، انتفاع پر ہے۔
- گذشتہ سلائیڈ میں مذکور دوسرے موٴقف کے آئمہ (مالکؒ، ابو حنیفہؒ، احمدؒ و دیگر) نے یہ نہیں کہا کہ:

مکہ میں کوئی عمارت کسی کی ملکیت نہیں ہو سکتی، بلکہ انہوں نے کہ حرم کی زمین بطورِ زمین وقفِ عام ہے۔ زائرین کے حقِ قیام کو ختم نہیں کیا جا سکتا، یعنی آپ عمارت بنا سکتے ہیں، گھروں اور دکانوں کی ملکیت بھی جائز ہے لیکن زائر کو بے دخل کرنے، روکنے یا استحصال کا حق نہیں

سورۃ الحج 25 آیت کا اصل اصول یہی ہے کہ حرم میں کسی انسان کی عبادت، قیام اور رسائی کو مال، طاقت یا مقامی حیثیت کی بنیاد پر محدود نہ کیا جائے۔ یہ اصول ہوٹل بنانے، انتظام کرنے یا ترقی کے خلاف نہیں، بلکہ یہ استحصالی اجارہ داری کے خلاف ہے

فقہا کے نزدیک گھروں، دکانوں، ہوٹلوں وغیرہ کی ملکیت اور کرایہ جائز ہے بشرطیکہ اس میں (1) وہ حرم کی حرمت، زائرین کے حقوق اور عمومی رسائی میں رکاوٹ، زیادہ قیمت سے استحصال، یا ظلم و دھوکے کا ذریعہ نہ ہوں، (2) کسی کو مسجدِ حرام اور مناسک حج تک پہنچنے سے نہ روکیں، (3) عمومی مصلحت اور ریاستی نظامِ اوقاف کی شرعی حدود کا احترام ہو۔ (اگرچہ فقہا نے کرایہ لینے کو سخت ناپسند کیا ہے)

مسجدِ حرام اوراس سے روکنا (اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ یَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ الَّذِیۡ جَعَلۡنٰہُ لِلنَّاسِ سَوَآء)

- فقہ حنفی میں مکہ کی زمین اور عمارتوں کی خرید وفروخت اور اجارہ (کرایہ) فی الاصل جائز ہے۔اس میں ملکیت، میراث، اور کرایہ سب جاری ہوتے ہیں
- امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ ایامِ موسمِ حج میں حاجیوں سے رہائش کا کرایہ لینا مکروہ ہے، لیکن اگر لے لیا جائے تو اجرت حلال ہے، سود نہیں۔ کرایہ کی ممانعت والی روایات کو وہ عرفات، منیٰ، مزدلفہ وغیرہ (مشاعر) کی زمین پر محمول کرتے ہیں جو نجی ملکیت نہیں بن سکتیں
- شوافع، مالکیہ اور حنابلہ کی بڑی اکثریت کے نزدیک مکہ کے گھروں کی خرید وفروخت اور کرایہ دوسرے شہروں کی طرح جائز ہے
- اہل حدیث اور انکے معاصر علماء (مثلاً شیخ ناصر الدین البانی وغیرہ) نے بھی راجح یہی قرار دیا کہ مکہ کے گھروں اور ہوٹلوں کا کرایہ ناجائز قرار دینے کے لیے کوئی قطعی و لازم دلیل نہیں، لہٰذا اصل قاعدہ جواز ہی ہے
- معاصر فقہی فتاویٰ (سعودی، برصغیر اور بین الاقوامی دارالافتاء) تقریباً متفق ہیں کہ حرم و شہرِ مکہ کے اندر نجی عمارتوں، اپارٹمنٹس، ہوٹل اور دکانوں کی ملکیت و اجارہ جائز ہے، لیکن مشاعرِ حج کی جگہیں (عرفات، مزدلفہ، منیٰ) عوامی ہیں، انھیں ذاتی ملکیت یا کرایہ پر لینا/دینا جائز نہیں
- سورۃ الحج آیت 25 مساوی حقِ عبادت وانتفاع اور ظلم وروک تھام کی ممانعت پر دلالت کرتی ہے، اس لیے آج کے ہوٹل، پلازہ، کرایہ کی رہائش وغیرہ فقہائے اربعہ کی راجح آراء کے مطابق اصولاً جائز ہیں، مگر ان پر لازم ہے کہ قیمت میں استحصال، حجاج کو دباؤ، یا مسجدِ حرام تک رسائی میں رکاوٹ جیسے منکرات سے بچیں، اور انتظامیہ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ حجاج اور زائرین کا کسی طرح کا استحصال نہ ہونے دیں

ایمان اور عملِ صالح

اِنَّ اللّٰہَ یُدۡخِلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ

اِنَّ اللّٰہَ یُدۡخِلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ

ایمان اور عملِ صالح

- قرآن کریم یہ حقیقت بہت ہی نمایاں ہو کر آئی ہے کہ ایمان کا ذکر اکثر اوقات اکیلا نہیں آیا، بلکہ اس کے فوراً بعد عملِ صالح کا ذکر آیا ہے، یعنی قرآن کی نظر میں یہ ایک نا قابلِ تقسیم رشتہ ہے
- آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ کی ترکیب قرآن کریم میں 62 مرتبہ آئی ہے۔ یہ تکرار محض کوئی ادبی اسلوب نہیں، بلکہ ایک گہرا فکری اور عملی مظہر ہے کہ قرآن کے نزدیک نجات، فلاح اور اللہ کی رضا کا راستہ ،نہ خالص عقیدہ ہے، نہ محض عمل - بلکہ ان دونوں کا مجموعہ اور مربوط نظام ہے۔
- ایمان - قرآن کریم میں ایمان محض لسانی یا ذہنی تصدیق نہیں ہے بلکہ اللہ پر یقین، اس کی ہدایت کو من و عن ماننا اور پھر زندگی کا رخ اسی کے مطابق موڑنے کا عزم ہے ـ لیکن قرآن ایمان کو دعویٰ مان کر قبول نہیں کرتا، بلکہ اس سے آگے اسے عمل اور امتحان کے مرحلے میں لے آتا ہے۔ کہ اگر ایمان حقیقت ہے تو اس کے اثرات عمل میں بھی ظاہر ہوں گے۔ایمان بیج ہے تو اس سے درخت بھی اُگے گا
- ایمان کے بغیر عمل - محض ایک دعویٰ ہے جس کا کوئی عملی وزن نہیں
- اور عمل بغیر ایمان کے - ایک وقتی خیر تو ہو سکتا ہے مگر اس میں وہ اخلاقی استقامت اور معنویت نہیں ہوتی جو قرآن مطلوب سمجھتا ہے، اسی لیے قرآن ان دونوں کو ہمیشہ اکٹھا پیش کرتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ یُدۡخِلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ

عملِ صالح (نیک عمل) : عملِ صالح کو عموماً صرف چند مذہبی اعمال تک محدود کر دیا جاتا ہے، حالانکہ قرآن میں اس کا مفہوم کہیں زیادہ وسیع اور گہرا ہے۔ ہر وہ قول و فعل جو صحیح ایمان کے ساتھ، اللہ اور اس کے رسول کی ہدایت کے مطابق، اور خالصتاً اللہ کی رضا کے لیے ہو۔

عملِ صالح سے مراد (وسیع معانی میں) وہ عمل:

- جو ایمان سے پیدا ہو
- جو عدل، اصلاح اور خیر کا ذریعہ بنے
- اور جو فرد، معاشرہ اور نظام۔ تینوں کو درست سمت میں لے جائے

لہٰذا عبادت اگر:

- اخلاق نہ بدلے تو عملِ صالح نہیں
- دینداری اگر ظلم کے ساتھ چل سکے تو صالح نہیں
- مذہب اگر انسان کو انسان سے کاٹ دے تو قرآن کی نظر میں مردود ہے

ایمان اور عمل کو قرآن الگ کیوں نہیں کرتا؟ ⬅ اس لیے کہ ایمان عمل کے بغیر نامکمل ہے، اور عمل ایمان کے بغیر بے سمت

⬅ تاکہ نظریہ اور کردار، عقیدہ اور اخلاق، یقین اور ذمہ داری ایک ہی نظام بن جائیں (اور مطلوبہ کردار میں جمع ہوں)

اِنَّ اللّٰہَ یُدۡخِلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ

عملِ صالح میں کون کون سے اعمال شامل ہیں؟

- عمل صالح کے بارے میں یہ بات جان لینی چاہیے کہ اعمال صالح کسی ایک فہرست کا نام نہیں، بلکہ ایک معیار (criterion) کا نام ہے۔ ہر وہ عمل جو اس معیار پر پورا اترے، عملِ صالح ہے۔ اور جو اس سے گرے، چاہے مذہبی لیبل بھی لگا ہو، صالح نہیں۔
- عبادات یقیناً عملِ صالح کا حصہ ہیں، لیکن ہر عبادت خود بخود صالح کے درجے میں نہیں آجاتی
- صالح عبادت کی شرط ہے کہ وہ ایمان سے پیدا ہو، اخلاق اور رویے کو بہتر کرے، اور انسان کو ظلم اور فحشاء سے روکے
- مثلاً نماز (جو برائی سے روکے)، روزہ (جو تقویٰ پیدا کرے)، زکوٰۃ (جو بخل توڑے)، اور حج (جو اخوت اور مساوات سکھائے)
- اگر عبادت غرور پیدا کرے، انسان کو ظالم بنائے، یا معاشرتی بے حسی بڑھائے تو قرآن کی نظر میں وہ عملِ صالح نہیں، رسم ہے۔

اخلاقی اعمال میں عمل صالح:

- ✓ سچ بولنا
- ✓ امانت ادا کرنا
- ✓ وعدہ پورا کرنا
- ✓ عدل کرنا (چاہے اپنے خلاف ہو)
- ✓ معاف کرنا غصہ، پی جانا
- ✓ حسد، تکبر اور کینہ چھوڑنا

اِنَّ اللّٰہَ یُدۡخِلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ

معاشرتی اور اجتماعی اعمال میں عمل صالح :

- ✓ یتیم، مسکین، کمزور کے حقوق کی حفاظت
- ✓ ظلم کے خلاف کھڑا ہونا
- ✓ ناپ تول میں انصاف
- ✓ معاشرتی فساد سے روکنا
- ✓ لوگوں کے جھگڑے میں صلح و اصلاح کرانا

معاشی اور پیشہ ورانہ دیانت میں عمل صالح :

- ✓ ایماندار تاجر
- ✓ انصاف کرنے والا افسر
- ✓ دیانت دار ملازم
- ✓ حق دار کو اس کا حق دینا
- ✓ ناجائز منافع، دھوکے اور رشوت سے بچنا

بازار میں دیانت بھی اتنا ہی عملِ صالح ہے جتنا مسجد میں عبادت

خاندانی اور عائلی ذمہ داریوں میں عمل صالح :

- ✓ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک
- ✓ زوجین کے حقوق کی ادائیگی
- ✓ اولاد کی صحیح تربیت
- ✓ رشتہ داروں کے حقوق (کی ادائیگی)

کیا غیر مسلم کا اچھا عمل " عملِ صالح " ہے؟

- ✓ دنیاوی سطح پر اسلامی تعلیمات میں ہر اچھے عمل کی قدر ہے، چاہے کرنے والا کوئی بھی ہو
- ✓ نجات اور آخرت کے باب میں۔ قرآن ایمان اور عمل کو لازم جوڑتا ہے
- ✓ لہٰذا ہر اچھا عمل اخلاقی طور پر قابلِ قدر ہو سکتا ہے مگر قرآنی اصطلاح میں " عملِ صالح "وہی ہے جو ایمان سے جڑا ہو